گناہوں کی اقسام اور توبہ کے فضائل وآداب

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی
رئیس تخصص علوم حدیث، جامعہ بنوری ٹاؤن

جرم وخطا قابل مؤاخذہ:

انسان فطری طور پر کمزور واقع ہوا ہے، اس میں بعض ایسی قوتیں (جیسے قوتِ غضبیہ اور قوتِ شہویہ) ودیعت کی گئی ہیں کہ ان پر قابو پانا آسان نہیں، اس لئے اس سے خطا ہوتی رہتی ہے، وہ کبھی جان بوجھ کر جرم کر بیٹھتا ہے، کبھی انجانے میں اس سے گناہ ہوجاتا ہے، بھول چوک سے بھی لغزش ہوجاتی ہے۔ بہرحال خطا وجرم قابل مؤاخذہ ہے۔

گناہوں کی اصل:

غفلت، نسیان، بھول چوک، گمراہی اور بے راہ روی اس کی جڑ ہیں، شمس الدین ابن قیم الجوزیہ دمشقیؒ متوفی ۷۵۱ھ ''الجواب الکافی، صفحہ: ۳۳۱ پر قمطراز ہیں:

> ''معاصی، شہوت وشبہات کے خلاف جہاد کے لئے حسب ذیل امور کی تکمیل ضروری ہے: ۱:...... دشمن کے مقابلے میں پامردی۔ ۲:...... دشمن کی نگرانی اور سرحدوں کی نگہبانی۔ ۳:...... قلوب اور اس کی سرحدوں کی حفاظت، تاکہ دشمن سرحدوں سے اندر نہ آسکے۔ سرحدیں یہ ہیں: ۱:...... آنکھ ۲:...... کان ۳:...... زبان ۴:...... پیٹ ۵:...... ہاتھ ۶:...... پاؤں''۔

یہی راستے ہیں جن سے دشمن اندر داخل ہونے کا راستہ پاتا ہے، لہٰذا ان سرحدوں کی حفاظت کرو، تاکہ دشمن داخل نہ ہوسکے۔ یہ صحابۂ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، جنہوں نے ان سرحدوں کی اچھی طرح حفاظت کی تھی، ان سرحدوں کی حفاظت ورع وتقوی سے کی جاتی ہے،

دعاؤں میں کثرت سے اس کا ذکر موجود ہے۔

گناہ ومعصیت کا ظاہری اثر:

گناہ ومعصیت کا ظاہری اثر یہ ہوتا ہے کہ گنہگار کو مدح وشرف کے بجائے مذمّت کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، چنانچہ اسے مؤمن، صالح، محسن، متقی، مطیع، منیب (اللہ سے رجوع کرنے والا) ولی، عابد، خائف، اوّاب (اللہ سے لو لگانے والا) وغیرہ الفاظ کے بجائے فاجر، عاصی، معاند (مخالفِ حق)، مفسد، خائن، زانی، لوطی، سارق (چور) قاتل، کذاب (دروغ گو) رشتہ توڑنے والا اور بے وفا کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، جو اسے قہرِ الٰہی کی وجہ سے دوزخ میں جانے کا مستحق اور ذلت ورسوائی کی زندگی گزارنے والا بنادیتا ہے۔ اس کے برعکس متقی، رحمن کی رضا کا اور جنت میں داخلے کا مستحق ہوتا ہے۔

گناہوں کی اقسام:

گناہوں کا دائرہ نہایت وسیع ہے، تاہم محققین علماء نے بڑے بڑے گناہوں کی نشاندہی کی ہے، ان سے احتراز ہر حال میں لازم ہے، چنانچہ علامہ ابن قیم الجوزیہؒ ''الجواب الکافی، صفحہ: ؟؟؟'' پر رقم طراز ہیں:

> ''گناہوں کی دو قسمیں ہیں: ۱...... کبائر (بڑے بڑے گناہ) ۲...... صغائر (چھوٹے چھوٹے گناہ)۔ ان معاصی کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی فرمانبردار حاکم اپنے غلام وخادم کو کسی مہم پر دور بھیجے اور دوسرے کو حکم دے کہ گھر کا فلاں کام کرنا، پھر وہ دونوں اس کی سرتابی کریں تو ان پر اس کی ناراضگی برابر ہوگی، وہ دونوں ہی اس کی نظر سے گر جائیں گے''۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ''استخفاف المعاصی، صفحہ: ۵'' میں فرماتے ہیں:

> ''ہر گناہ (گو وہ صغیرہ ہو) اپنی حقیقت کے اعتبار سے عظیم ہے، کیونکہ گناہ کی حقیقت ہے حق تعالیٰ شانہ کی نافرمانی، اور نافرمانی خواہ چھوٹی ہو، بڑی ہے، باقی گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا تفاوت ایک امر اضافی ہے، ورنہ اصل حقیقت کے اعتبار سے سب گناہ بڑے ہی ہیں، کسی کو ہلکا نہ سمجھنا چاہئے، جیسے آسمانِ دنیا عرش سے چھوٹا ہے، مگر حقیقت میں کوئی چھوٹی چیز نہیں (ناپاکی، ناپاکی ہے، چاہے تھوڑی ہو، مگر حقیقت میں ناپاکی ہے)۔''

موصوف ''تذکیر الآخرۃ، صفحہ: ۲۵'' میں رقمطراز ہیں:

> ''گناہِ صغیرہ (چنگاری کی طرح ہے) چھوٹا سا گناہ بھی تمام نیکیوں کو برباد کرسکتا

ہے، جس طرح چھوٹی سی چنگاری سارے گھر کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے۔''
تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ گناہوں کے درجات اوران کی سزائیں مختلف ہیں۔

کبائر کی تعریف:

وہ علماء جنہوں نے کبیرہ گناہوں کے عدد کی تعیین وتحدید نہیں کی، ان میں سے بعض علماء کہتے ہیں: قرآن میں جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے، وہ کبیرہ ہیں اور جن گناہوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا وہ صغیرہ ہیں۔

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ: جن گناہوں کی ممانعت یا جن پر لعنت وغضب کی وعید یا سزا آئی ہے وہ کبیرہ ہیں، ورنہ صغیرہ ہیں۔

بعض علماء کا قول ہے: دنیا میں جن پر حد قائم ہو یا آخرت میں وعید آئی ہو وہ کبیرہ ہیں اور جن کے متعلق نہ وعید آئی اور نہ حد قائم ہوئی وہ صغیرہ ہیں۔

بعض کا مختار یہ ہے کہ: جن گناہوں کے حرام ہونے پر شرائع متفق ہیں وہ کبائر ہیں، جنہیں کسی شریعت نے حرام قرار نہیں دیا وہ صغائر ہیں۔

بعض علماء کا خیال ہے: جس گناہ کے کرنے والوں پر اللہ و رسول ﷺ نے لعنت بھیجی، وہ کبیرہ ہیں۔

جن علماء نے گناہوں کی تقسیم کبائر وصغائر میں نہیں کی، وہ کہتے ہیں: تمام گناہ جن میں سرتابی و جرأت پائی گئی اور حکم الٰہی کی مخالفت پائی گئی وہ کبائر میں داخل ہیں۔ جس نے ''امر اللہ'' حکم الٰہی سے سرتابی کی، محارم وحدود اللہ کو توڑا، وہ تمام گناہ کبیرہ ہیں، اور فساد میں برابر ہیں۔

کبائر کی تعداد:

کبائر کی تعداد میں اختلاف ہے: عبد اللہ بنؓ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار بتاتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سات فرماتے ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نو بیان کرتے ہیں، بعض علماء گیارہ اور بعض سترہ کے قائل ہیں۔

گناہوں کی اقسامِ اربعہ:

گناہ (ذنوب) چار قسم کے ہیں:

۱...... ذنوبِ ملکیہ۔ ۲...... ذنوب شیطانیہ۔ ۳...... ذنوبِ سبعیہ۔ ۴...... ذنوبِ بہیمیہ

ذنوبِ ملکیہ: صفات ربوبیہ کا انجام دینا، جیسے عظمت، کبریائی، جبروتِ قہر، علو کا اظہار کرنا اور خلق خدا کو بندہ بنانا۔

ذنوبِ شیطانیہ: حسد، سرکشی، دغابازی، کینہ پروری، مکروفریب اور معاصی پر اکسانا اور اطاعتِ الٰہی وفرمانبرداریٔ خداوندی سے روکنا، اس کو کمتر سمجھنا، بدعت کی طرف لوگوں کو بلانا، اگرچہ اس کی خرابی پہلے سے کمتر ہے۔

ذنوبِ سبعیہ: عُدوان، سرکشی، غضب، خون بہانا، کمزوروں کو دبانا، ظلم و سرکشی پر جرأت کرنا۔

ذنوبِ بہیمیہ: پیٹ اور شرمگاہ کی خواہشات پوری کرنا جس سے زنا کا ارتکاب ہوتا ہے، چوری کرنا، یتیموں اور ناداروں کا مال کھانا، بخل وحرص، بزدلی، مصیبت کے وقت صبر نہ کرنا، وغیرہ ہیں۔

مکفرات کے درجاتِ ثلاثہ:

مکفرات (گناہوں کو مٹانے والے اعمال) کے تین درجے ہیں:

۱...... بعض وہ اعمال ہیں جو اپنی کمزوری وناتوانی کی وجہ سے چھوٹے گناہوں کو بھی مٹانے کے لائق نہیں، چنانچہ بعض نیک اعمال اخلاص اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی بنا پر ضعیف دوا کی حیثیت رکھتے ہیں جو کمیت وکیفیت کے اعتبار سے بہت کم اثر کرتی ہے۔

۲...... بعض وہ اعمال ہیں جو صغائر کے لئے کفارہ ہوجاتے ہیں، چھوٹے گناہ ان کی وجہ سے معاف ہوجاتے ہیں، لیکن وہ کبائر میں سے کسی گناہ کو نہیں مٹاتے۔

۳...... وہ اعمال ہیں جو ایسی طاقت رکھتے ہیں کہ صغائر کو مٹاتے ہی ہیں، بعض کبائر کو بھی مٹادیتے ہیں۔

اسماعیل حقی بروسیؒ متوفی ۱۱۳۷ھ نے ''روح البیان فی تفسیر القرآن، ج:۲، ص:۲۸۶'' میں آیۂ شریفہ: ''**کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰی......الخ**'' کی تفسیر میں گناہوں کی تین قسمیں ذکر کی ہیں، چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:

> ترجمہ:۔''تم جان لو کہ گناہوں کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ گناہ ہے جو بیک وقت اللہ اور بندے دونوں کے حق سے تعلق رکھتا ہے، مثلاً زنا، لواطت اور غیبت وبہتان ہیں۔ آخری دوگناہ غیبت وبہتان کا تعلق آپ کے ساتھ اس وقت تک ہے جب تک ان گناہوں سے اسے خبر نہ لگے جس کی بدگوئی کی گئی ہے اور جس پر بہتان تراشی کی گئی ہے اور جب اسے خبر ہوگئی اور اس نے معاف کردیا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ بھی معاف فرمادیں گے۔ اسی طرح اگر کسی کی بیوی سے زنا کیا، جب تک شوہر معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا

،اس لئے کہ یہ حق عورت پر شوہر کے منجملہ حقوق میں سے ایک حق ہے، لہٰذا شوہر سے معاف کرانے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد ہی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ شوہر سے معاف کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس فعل کو بعینہٖ ذکر نہ کرے، بلکہ یوں کہے کہ: تمہارا میرے ذمہ جو حق ہے، اس کو معاف کردیں، لہٰذا شوہر کا یہ کہنا کہ میں اپنے تمام حقوق سے جو تمہارے ذمہ ہیں معاف کرتا ہوں، کافی ہوگا، لہٰذا یہ معلوم شئ کی صلح مجہول شئ پر ہوئی۔ یہ امت محمدیہ کے لئے کرامۃً جائز ہے، ورنہ پچھلی تمام امتوں میں یہ ضروری تھا کہ گناہ معاف کراتے وقت اس گناہ کا ذکر کیا جائے جسے معاف کرانا تھا، پھر اللہ تعالیٰ کی معافی ہوتی تھی۔

دوسرا: وہ گناہ ہے جس کا بندہ سے تعلق اس حیثیت سے ہے کہ وہ اعمال اللہ تعالیٰ نے بندے پر فرض کئے ہیں، مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ اور حج ہے، کسی نے انہیں چھوڑ رکھا ہے، لہٰذا محض توبہ کرنا کافی نہیں ہے جب تک ان کی قضا نہ کی جائے، اس لئے کہ یہ گناہ ایسا گناہ ہے جس کی توبہ کی شرط یہ ہے کہ وہ چھوڑے ہوئے عملوں کی قضا کرے، ورنہ توبہ بے اثر رہے گی۔

تیسرا: وہ گناہ ہے کہ جس کا تعلق گناہ کرنے والے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ہے، مثلاً کسی کا مال چھین لیا، غصب کرلیا، یا کسی کی ناحق پٹائی کی، یا کسی کو گالی دی، یا ناحق کسی کو مار ڈالا، لہٰذا صرف توبہ کرنا کافی نہیں، جب تک کہ جس کا مال لیا یا گالی دی وہ یا اولیاءِ مقتول معاف نہ کریں، یا پھر اعمالِ صالحہ میں اتنی کوشش کی جائے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان دونوں کی آپس میں صلح کرائیں، چنانچہ بندہ جب توبہ کرے اور اس کے ذمہ لوگوں کے حقوق بھی ہوں تو اسے چاہئے کہ ان کے حقوق ادا کرے، اگر لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے عاجز آجائے اور قاصر ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کی مغفرت فرمائیں گے، چنانچہ قیامت کے دن اس خصم کو حکم دیں گے کہ اپنا سر اٹھاؤ، جونہی وہ سر اٹھائے گا بڑے بڑے محل اس کی نگاہ کے سامنے ہوں گے، جنہیں دیکھ کر یہ پوچھے گا: اے اللہ! یہ کس کے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم بھی اُنہیں لے سکتے ہو، ان کی قیمت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کو معاف کردو تو وہ کہے گا: اے اللہ! میں نے معاف کیا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑو

اور جنت میں چلے جاؤ۔‘‘(روح البیان فی تفسیر القرآن، ج:۲،ص:۲۸۶)

توبہ اور اس کی شرائط:

ہر مؤمن مکلّف پر گناہ سے توبہ کرنا فرض و لازم ہے اور اس میں تین باتیں ضروری ہیں:

۱......گناہ پر ندامت و شرمساری اس حیثیت سے نہیں کہ اس کو بدنی یا مالی نقصان ہوا ہے، بلکہ اس حیثیت سے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے۔

۲...... بلا تاخیر اور سستی کے پہلی ممکنہ فرصت میں گناہ کو چھوڑنا۔

۳......کبھی بھی اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ عزم اور ارادہ رکھنا اور اللہ نہ کرے پھر وہ گناہ ہوجائے تو ازسرِ نو اس عزم و ارادہ کی تجدید کرنا۔

توبہ کے آداب:

ا:......نہایت عاجزی وانکساری سے گناہ کا اعتراف واقرار کرنا۔۲:......اس پر استغفار کرنا، اس غلطی وگناہ پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں نہایت عاجزی وتضرع سے معافی مانگنا۔۳:......کثرت سے نیکیاں کرکے پچھلی برائیوں کو مٹانا۔

توبہ کے مراتب:

۱......کفار کا کفر سے توبہ کرنا۔

۲......نیکی و برائی کرنے والوں کا کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنا۔

۳......سچے اور نیک لوگوں کا صغائر (چھوٹے گناہوں) سے توبہ کرنا۔

۴......عبادت گزاروں کا کاہلی، کمزوری اور کوتاہی سے توبہ کرنا۔

۵......سالک و رہروانِ طریقت کا دلوں کے روگ اور کھوٹ سے توبہ کرنا۔

۶...... پارساؤں کا شبہات سے توبہ کرنا۔

۷......اربابِ مشاہدہ کا غفلتوں سے توبہ کرنا۔

اسبابِ توبہ:

۱...... عذاب کا خوف۔۲......ثواب کی امید۔۳......حساب کے دن کی ندامت وشرمساری۔۴......حبیب کی محبت۔۵......ذاتِ باری تعالیٰ کا مراقبہ۔۶...... بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونے کا خیال۔ ۷......انعامِ الٰہی کا شکر۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ گناہوں کو معاف کرانے کا ذریعہ توبہ ہے، اور توبہ

وہی قبول کی جاتی ہے جس میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہوتا ہے، قرآن حکیم کہتا ہے:

”إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَأُولٰئِكَ يَتُوْبُ اللهُ عَلَيْهِمْ. وَكَانَ اللهُ عَلِيْماً حَكِيْماً. وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئٰتِ حَتّٰى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ. أُولٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَاباً أَلِيْماً.“ (سورۃالنساء:۱۷-۱۸)

ترجمہ: ”اللہ نے توبہ قبول کرنے کی جو ذمہ داری لے لی ہے، وہ ان لوگوں کے لئے جو نادانی سے کوئی برائی کرڈالتے ہیں، پھر جلدی ہی توبہ کرلیتے ہیں، چنانچہ ان کی توبہ قبول کرلیتا ہے، اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا بھی ہے، حکمت والا بھی، توبہ کی قبولیت ان کیلئے نہیں جو بڑے گناہ کرتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت کا وقت آ کھڑا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اب توبہ کرلی ہے، اور نہ ان کیلئے ہے جو کفر ہی کی حالت میں مرجاتے ہیں، ایسے لوگوں کیلئے تو ہم نے دُکھ دینے والا عذاب تیار کررکھا ہے۔“

معلوم ہوا جو سچے دل سے توبہ کرتا اور آئندہ ہمیشہ اصلاح کی غرض سے کبھی گناہ نہ کرنے کا پختہ وعدہ کرکے توبہ کرتا ہے، اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے، اپنی غلطی پر ندامت ہو تو توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

این درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کی اُمید پر گناہ کرتے رہنا درست نہیں، ایسی توبہ مقبول ہی نہیں، انسان جب تک زندہ رہے اپنے گذشتہ گناہوں پر اسے ندامت وپشیمانی ہوتی رہے اور وہ تلافیٔ مافات کے لئے بڑھ چڑھ کر نیک کام کرتا رہے۔ یہ بھی اس عالم میں ایک روحانی سزا ہے، اس سزا کے بغیر اس کا عدل قائم نہیں رہتا۔ ذرا غور فرمائیں! ساری عمر جسے اپنے بُرے کاموں کا رنج اور صدمہ رہے وہ بار بار توبہ کرتا رہے، کیا یہ سزا کم ہے؟ جب توبہ میں دوامی اصلاح کا عہد شامل ہے تو اعمال محدود نہ رہے، اس لئے کہ دوامی عہد کے معنی یہ ہیں کہ اگر تائب کو غیر محدود زندگی مل جائے تو بھی وہ اس عہد پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہے۔ قدرت کی طرف سے انسان کی فطرت میں ضعف ونسیان اس لئے ودیعت کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مالک وخالق کے حضور میں توبہ کرتا رہے اور سربسجود ہوکر اس کی عبودیت کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگتا رہے۔

امام ابن تیمیہؒ کے نامور شاگرد علامہ ابن قیم الجوزیؒ ۷۵۱ھ الجواب الکافی ،ص:۱۲۱ میں رقمطراز ہیں:

ترجمہ: ”توبہ ایسی چیز ہے کہ توبہ کرنے کے بعد بندہ گناہ کرنے سے پہلے سے بھی

بہتر حالت میں آ جاتا اور اس کا درجہ پہلے سے بھی بلند تر ہو جاتا ہے، حالانکہ خطا وگناہ نے اس کی ہمت پست کردی تھی، اس کا ارادہ کمزور اور اس کا قلب بیمار ہوگیا تھا۔ اگر توبہ نے اسے پہلی صحت کی طرف نہیں لوٹایا اور وہ اس درجہ کو نہیں پاسکا تو معلوم ہوتا ہے اس نے سچے دل سے توبہ نہیں کی۔ کبھی توبہ سے اخلاقی بیماری جاتی رہتی ہے، سابقہ صحتِ ایمانی لوٹ آتی ہے، وہ اچھے اعمال کرتا رہتا ہے تو بلند درجہ پالیتا ہے، جب میلان معصیت کی طرف بڑھ جائے تو وہ معصیت اصل ایمان پر اثر انداز ہوجاتی ہے، اور آدمی شک وشبہات اور نفاق کے دلدل میں پھنس جاتا ہے، یہ گناہوں کی طرف ایسا میلان ہے کہ جب تک وہ توبہ سے اپنے ایمان کی تجدید نہیں کرتا اس دلدل سے نہیں نکلتا۔''

مغفرت ومعافی کا نظام:

ایک مسلمان سے گناہ ہوجاتے ہیں، لیکن خوفِ خدا اور آخرت کی بازپرس اسے چین سے نہیں بیٹھنے دیتی، وہ اپنے کئے پر برابر پچھتاتا، پشیمان ہوتا، بارگاہِ الٰہی میں روتا، گڑگڑاتا، سچے دل سے معافی مانگتا، توبہ کرتا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے درگذر فرماکر جہنم کی سزا بھی معاف کردیتا ہے۔

مغفرت ومعافی کے دس اسباب ہیں، جن کی نشاندہی علامہ ابن تیمیہؒ نے ''منہاج السُّنۃ'' میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''مطلق گناہ ہر مومن کے لئے جہنم کے عذاب کا باعث ہے، آخرت میں یہ عذاب حسبِ ذیل دس اسباب کی وجہ سے ختم کردیا جاتا ہے:

پہلا سبب:

توبہ ہے، گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے جیسا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ کفر، فسق، فجور، نافرمانی اور عصیان سب سے توبہ قبول کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

'' أَفَلاَ يَتُوبُونَ إِلَى اللهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ''. (المائدۃ:۷۴)

ترجمہ:'' کیا پھر بھی یہ لوگ معافی کیلئے اللہ کی طرف رُجوع نہیں کریں گے، اور اس سے مغفرت نہیں مانگیں گے؟ حالانکہ اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے''۔

توبہ سے گناہ معاف ہی نہیں ہوتے، بلکہ اللہ کے یہاں مرتبہ بھی بلند ہوتا ہے، جب وہ کسی کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور وہ توبہ کرتا ہے تو ایسی توبہ کرتا ہے کہ وہ توبہ اسے بعض اوقات منتہائے

کمال کو پہنچا دیتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ توبہ کو پسند فرماتا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ". (البقرۃ:۲۲۲)

ترجمہ: بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کریں، اور ان سے محبت کرتا ہے جو خوب پاک صاف رہیں۔

توبہ سے برائیاں اچھائیوں میں بدل دی جاتی ہیں۔ گناہ کے بعد بندہ توبہ کرتا ہے اسے شرمساری ہوتی ہے، وہ بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑاتا روتا دھوتا ہے۔ اس ندامت وفروتنی سے اسے وہ حاصل ہوتا ہے جو اسے پہلے حاصل نہ تھا۔ توبہ اللہ کے یہاں سب سے زیادہ پسندیدہ نہ ہوتی تو وہ اکرم خلق کو آزمائش وابتلاء میں نہ ڈالتا، ایک حدیث میں آتا ہے:

"میرا ذکر کرنے والے میرے ہمنشیں ہیں، میرا شکر کرنے والے میری طرف سے زیادہ نعمت کے مستحق ہیں، میرے اطاعت شعار بندے میری عنایت وکرم کے مستحق ہیں، لیکن میں اہلِ معصیت اور گنہگاروں کو اپنی رحمت سے مایوس نہیں کرتا، اگر وہ توبہ کریں تو میں ان کا حبیب ہوں، اور وہ توبہ نہ کریں تو میں ان کا طبیب ہوں، انہیں مصائب میں ڈالتا ہوں، تاکہ انہیں برائیوں اور خرابیوں سے پاک وصاف کروں، توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے، خواہ جوان ہو یا بوڑھا۔"

دوسرا سبب:

استغفار کرنا ہے۔ استغفار کے معنی مغفرت وبخشش مانگنا، معافی مانگنا ہیں۔ یہ دعا وسوال کی جنس سے ہے، اور اکثر وبیشتر توبہ کے ساتھ آتا ہے، استغفار کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے، لیکن انسان کبھی توبہ کرتا ہے اور دعا نہیں مانگتا اور کبھی دعا مانگتا ہے توبہ نہیں کرتا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ رب العزت سے نقل کرتے ہیں، یعنی حدیثِ قدسی ہے:

"کسی بندے نے کوئی گناہ کیا اور شرمسار ہو کر کہا: اے میرے رب! مجھ سے گناہ ہو گیا تو مجھے بخش دے، پھر اس کے رب نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر کہا: کیا میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور اسے گناہ پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو معاف کیا۔ پھر وہ گناہ سے باز رہا جب تک اللہ نے چاہا۔ پھر گناہ کر بیٹھا، اس نے پھر کہا: اے میرے رب! مجھ سے دوسرا گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما، اللہ نے پھر پوچھا کہ میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اسے گناہ پر پکڑتا ہے؟ میں نے اس کی

وجہ سے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر وہ گناہ سے باز رہا جب تک اللہ کو منظور رہوا ، پھر اس سے گناہ سرزد ہو گیا، پھر اس نے عرض کی: میرے رب مجھ سے پھر گناہ ہو گیا تو مجھ سے درگذر کر، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ سے درگذر کرتا ہے اور اسے گناہ پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، پس اسے چاہئے جو چاہے کرے۔''

توبہ تمام برائیوں اور گناہوں کو مٹادیتی ہے، اور توبہ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو تمام گناہوں کو مٹادیتی ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

" إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً بَعِيْداً". (سورۃالنساء:۱۱۶)

ترجمہ:۔''بے شک اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس سے کمتر ہر گناہ کی جس کیلئے چاہتا ہے بخشش کرتا ہے، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے، وہ راہِ راست سے بھٹک کر بہت دُور جا گرتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ توبہ کے متعلق فرماتا ہے:

" قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ، إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً، إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ". (الزمر:۵۳)

ترجمہ:۔''کہہ دو کہ:''اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، یقین جانو! اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، یقیناً وہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے''۔

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، اس کے آگے توبہ کرو

نوٹ: استغفار توبہ کے بغیر مغفرت کو لازم نہیں کرتا، لیکن وہ معافی وبخشش کا ایک سبب ضرور ہے۔

تیسرا سبب:

اعمالِ صالحہ (یعنی نیک اور اچھے کام) ہیں، چنانچہ قرآن کہتا ہے:

"إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ". (سورۃھود:۱۱۴)

ترجمہ:۔''یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹادیتی ہیں، یہ ایک نصیحت ہے ان لوگوں کیلئے جو نصیحت مانیں''۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

''اے معاذ! اللہ سے ڈرتے رہو جہاں کہیں بھی ہو، بُرائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو، نیکی بُرائی کو ختم کر دیتی ہے، اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ''۔

ایک اور موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''تم نے دیکھا؟ تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور اس میں وہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہؓ نے جواب دیا: نہیں، فرمایا: اسی طرح پانچ وقت کی نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہے جس طرح پانی میل کو مٹا دیتا ہے''۔

یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہنی چاہئے کہ ہر نیکی اور حسنہ ہر بُرائی اور سیئہ کو نہیں مٹاتی، بلکہ مقابلۃً کبھی وہ صغائر کو مٹاتی ہے اور کبھی کبائر کو مٹاتی ہے، گویا اخلاص کے اعتبار سے یہ فرقِ مراتب ملحوظ رکھا گیا ہے۔

چوتھا سبب:

مؤمنین کے لئے دعا کرنا ہے، مسلمانوں کی جنازہ کی نماز پڑھنا، اور اس میں مردہ و زندہ ہر ایک کے لئے مغفرت و بخشش کی دعا مانگنا، اسی طرح نماز جنازہ کے علاوہ بھی مؤمنین کا مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا بخشش کا باعث ہے، چنانچہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مسلمانوں کے حق میں برابر مغفرت کی دعا مانگنا احادیث سے ثابت ہے۔

پانچواں سبب:

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا امتِ محمدیہ کی مغفرت کی دعا فرمانا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ان کے حق میں استغفار کیا ہے۔ اور وفات کے بعد قیامت کے دن مؤمنین کا آپ ﷺ کی شفاعت سے سرفراز ہونا ہے، ان میں وہ مخصوص لوگ بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ کی دعا اور شفاعت سے زندگی اور موت سے سرفراز ہوتے ہیں۔

چھٹا سبب:

وہ نیک عمل ہے جو مرنے کے بعد مردہ کو تحفہ وہدیہ کے طور پر پہنچتا ہے، جیسے کسی کا کسی کی طرف سے صدقہ کرنا، حج کرنا، روزہ رکھنا، اس کا اجر وثواب مردہ کو پہنچتا ہے، اور اس سے اسے فائدہ ہوتا ہے۔

ساتواں سبب:

دنیوی مصائب ہیں: اللہ تعالیٰ دنیوی مصائب سے بھی گناہوں کا کفارہ کردیتے ہیں، جیسا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کو جو مصیبت وتکلیف، رنج وغم اور اذیت پہنچتی ہے، حتی کہ کانٹا بھی لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کی خطائیں اور گناہ معاف کردیتا ہے۔ اس سلسلہ میں بکثرت روایات آئی ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم خاص مصائب اور آزمائشوں سے گزرے ہیں اور عام مصائب سے بھی، چنانچہ فتن میں بہت سے قتل کئے گئے، اور جو زندہ رہے انہوں نے اپنے اہل وعیال، عزیز واقارب کو بھی قتل ہوتے دیکھا، اور وہ اپنے مال میں آزمائش سے گزرے، خود بھی زخم خوردہ رہے، حکمرانی اور عزت وغیرہ سے محروم کئے گئے، یہ تمام ایسے امور ہیں جو مسلمانوں کی سیئات کو مٹادیتے ہیں، پھر صحابہؓ کیوں اس سے محروم رہتے؟۔

آٹھواں سبب:

مؤمن کا اپنی قبر میں جھٹکے اور فرشتوں کے سوالات سے جو امتحان وآزمائش ہے، گزرنا بھی گناہوں کو مٹادیتا ہے اور مغفرت کا سبب بنتا ہے۔

نواں سبب:

آخرت میں قیامت کے دن کی ہولناکی، بے چینی اور تکلیف کو برداشت کرنا ہے۔

دسواں سبب:

مؤمنین کا پُل صراط سے گزرنا، جنت ودوزخ کے پل پر ٹھہرنا، اور جہنم کے مناظر کو دیکھنا، اور اس سے تہذیب وتربیت پاکر جنت میں داخلہ کی اجازت وبشارت سے سرفراز ہونا ہے۔

نوٹ:

مذکورہ بالا اسبابِ عشرہ ان صورتوں میں ہیں جب گناہ محقق وثابت ہوں۔

ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں سبب میں جو مختلف تکالیف پر گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، ان کا مقصد تطہیر ہے۔ ایک مسلمان کو اس کے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کرنا ہے جس طرح دھوبی کپڑے کو میل کچیل سے پاک صاف کرتا اور داغ دھبے مٹاکر اسے قابلِ استعمال بناتا ہے۔ یہ سزا ایک مسلمان کو جنت میں داخل کرنے، اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے اور ہمیشہ آرام وراحت سے زندگی بسر کرنے کا اہل ومستحق بنانے کے لئے دیجاتی ہے۔